سوال

(834)نذر اطلاقاً منع ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آپ فرماتے ہیں کہ نذر اطلاقاً منع ہے اگر مان لے تو پوری کرنی فرض ہے۔ اس سلسلے میں یہ عرض تھی کہ درج ذیل حدیث کی روشنی میں وضاحت طلب ہے:

((حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّیُّ حَدَّثَنَا الْمُغِیرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ أَبِیهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا نَذْرَ اِلَّا فِیمَا یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰہِ))

[''نذر صرف ان چیزوں میں ہے جن سے اللہ کی رضا مطلوب ہو۔'']

اور دوسری روایت اس طرح تھی:

((اِنَّمَا النَّذْرُ فِیمَا ابْتُغِیَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰہِ))1(مسند أحمد، ح: ۲۷۳۳،۶۷۱۴)

پہلی روایت ابوداوٗد/کتاب الایمان والنذور/باب الیمین فی قطیعة الرحمیں ہے۔

شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے ان کی اسناد کو حسن کہا ہے۔

التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة/کتاب النذر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نذر اللہ کی اطاعت میں ماننی جائز ہے۔ (شاہد محمود، مدینہ منورہ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جناب لکھتے ہیں کہ ''آپ فرماتے ہیں کہ نذر اطلاقاً ممنوع ہے اگر مان لے تو پوری کرنی فرض ہے۔''

تو محترم ''نذر کا اطلاقاً ممنوع ہونا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ النَّذْرِ، وَقَالَ: اِنَّهٗ لَا یَرُدُّ شَیْئًا، وَّلٰکِنَّهٗ یُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِیْلِ))1

[رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ وہ کسی چیز کو واپس نہیں کر سکتی البتہ اس کے ذریعے بخیل کا مال نکالا جا سکتا ہے۔'']

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فتح الباری میں لکھتے ہیں :

((وفی قول ابن عمر فی ھذہ الروایۃ : أَوَلَمْ تُنْھَوْا عَنِ النَّذْرِ، نظرلأن المرفوع الذی ذکرہ لیس فیہ تصریح بالنھی ، لکن جاء عن ابن عمر التصریح ففی الروایۃ التی بعدھا من طریق عبداللہ بن مرۃ وھوالھمدانی بسکون المیم عن ابن عمر قال : نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النذر۔ وفی لفظ لمسلم من ھذاالوجہ : أخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھی عن النذر۔ وجاء بصیغۃ النھی الصریحۃ فی روایۃ العلاء بن عبدالرحمن عن أبیہ عن أبی ھریرۃ عند مسلم بلفظ : لاتنذروا)) اھ (۱۱/۵۷۷)

((وقال الحافظ فی الفتح : وقال الترمذی بعد أن ترجم کراھۃ النذر وأورد حدیث أبی ھریرۃ ، ثم قال : وفی الباب عن ابن عمر : والعمل علی ھذا عند بعض اھل العلم من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرھم کرھوا النذر ، وقال ابن المبارک : معنی الکراھۃ فی النذر فی الطاعۃ وفی المعصیۃ ، فإن نذر الرجل فی الطاعۃ فوفی بہ فلہ فیہ أجر ، ویکرہ لہ النذر۔ اھ (۱۱/۵۷۸) وانظر لمعنی الکراھۃ عند السلف مقدمۃ تحفۃ الاحوذی))

1 صحیح بخاری/کتاب الایمان والنذور/باب الوفاء بالنذر۔

تو آپ کا لکھنا ’’اگر مان لے تو پوری کرنی فرض ہے ‘‘علی الاطلاق درست نہیں خلاصہ کلام یہ ہوا کہ نذر ممنوع ہے خواہ نذرِ اطاعت ہو خواہ نذرِ معصیت ہو ، البتہ نذرِ اطاعت کو پورا کرنا فرض وضروری ہے جبکہ نذرِ معصیت کو پورا کرنا حرام ہے اور ممنوع ہے ۔ 1

رہی آپ کی پیش کردہ روایت تو اس کی سند میں مغیرہ اور عبدالرحمن دو راوی ہیں جن پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے اگر اس کلام کو درخور اعتناء سمجھا جائے تو روایت کمزور قرار پاتی ہے لہٰذا کوئی اشکال وارد ہی نہیں ہوتا کیونکہ کمزور روایت کو لے کر صحیح متفق علیہ حدیث پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کمزور اور صحیح میں معارضہ قائم کیا جا سکتا ہے ۔ اور اگر اس کلام کو درخور اعتناء نہ سمجھا جائے تو اس کی اسناد کو حسن سمجھا جائے گا جیسا کہ آپ نے شیخ البانی رحمہ اللہ سے نقل فرمایا انہوں نے اسناد کو حسن کہا ، حدیث کو حسن نہیں کہا ۔ وفرق ما بینھما لایخفی علی أہل العلم والمعرفۃ بالحدیث ومصطلحہ ۔

اس حدیث کو حسن تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ نہی عن النذر والی احادیث سے متعارض نہیں کیونکہ اس کا معنی ومفہوم وہی ہے جو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث : ((مَنْ نَذَرَ أَنْ یُطِیعَ اللّٰہَ فَلْیُطِعْہُ ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ یَعْصِیَہٗ فَلَا یَعْصِہٖ))2 [’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے اس کی نذر مانی ہو کہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے اطاعت کرنی چاہیے لیکن جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی ہو اسے نہ کرنی چاہیے ۔‘‘] کا معنی ومفہوم ہے ۔

غور فرمائیں : ((اِلَّا فِیْمَا یُبْتَغٰی بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ)) اور ((اِنَّمَا النَّذْرُ فِیْمَا ابْتُغِیَ بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ)) دونوں جملے خبریے ہیں اور حصر وقصر پر مشتمل ہیں تو ابو اسرائیل کی نذر ((أَنْ یَقُوْمَ ، وَلَا یَقْعُدَ ، وَلَا یَسْتَظِلَّ وَلَا یَتَکَلَّمَ))3 [’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے ایک آدمی کو کھڑے دیکھا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو اسرائیل ہے ۔ اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں ، نہ سائے میں بیٹھے گا ، نہ کسی سے بات کرے گا اور روزہ رکھے گا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے کہو بات کرے ، سایہ کے نیچے بیٹھے اور روزہ پورا کرے ۔‘‘] کہاں سے آگئی ؟

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مندرجہ بالا حدیث : ((من نذر أن یطیع اللّٰہ فلیطعہ ، ومن نذر أن یعصیہ فلا یعصہ)) کا معنی ومفہوم کیا ہے ؟ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں :
((والخبر صریح فی الأمر بوفاء النذر إذا کان فی طاعۃ ، وفی النھی عن ترک الوفاء بہ إذا کان فی معصیۃ)) اھ (۱۱/۵۸۲) قولہ : وفی النھی عن ترک الوفائ ...الخ کذا فی النسخۃ التی بیدی ، والصواب : وفی النھی عن الوفاء بہ إذا کان فی معصیۃ ۔ فترک الترک ھنا ھوا لصحیح ۔

1بخاری، کتاب الایمان، والنذور، باب النذر فی الطاعۃ۔

2 صحیح بخاری/کتاب الایمان والنذور/باب النذر فی الطاعۃ۔

3 صحیح بخاری/کتاب الایمان والنذور/باب النذر فیما لا یملک وفی معصیۃ۔

قال النواب رحمہ اللہ تعالیٰ فی الروضۃ الندیۃ: قد ورد النھی عن النذر کما فی الصحیحین وغیرھما من حدیث ابن عمر قال: نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النذر، وقال: إنہ لا یرد شیئا وإنما یستخرج بہ من مال البخیل، وفیھما أیضا من حدیث أبی ھریرۃ نحوہ، ثم ورد الاذن بالنذر فی الطاعۃ، والنھی عنہ فی المعصیۃ کما فی الصحیحین وغیرھما من حدیث عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من نذر أن یطیع اللہ فلیطعہ...الخ(۲/۱۷۵)

أقول: إن الأحادیث التی ذکرھا النواب لإثبات الاذن بالنذر فی الطاعۃ لا تدل علی الاذن ولا تثبتہ، ثم لم یأت بدلیل ما علی تأخر أحادیث عائشۃ وعمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ، وغیرھما عن أحادیث ابن عمر وأبی ھریرۃ وغیرھما فی النھی عن النذر، واللہ أعلم۔)) ۱۴۲۲/۱۲/۱۹ھ

[قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل]

جلد02ص793

محدث فتویٰ